۴ے واں باب

ابو لہب کو جہنم کی وعید

سُوْرَۃُ اللَّھَب

ابو لہب، خاندان، کنیت اور شخصیت	۳۹۸
ابو لہب اسلام کی مخالفت میں اتنا شدید کیوں؟	۳۹۸
رشتہ داری کی بنا پر کوئی رعایت ملے گی؟	۳۹۹
ابو لہب کی اسلام کے خلاف سرگرمیاں	۳۹۹
ابو لہب کی اسلام دشمنی کا سبب کیا تھا؟	۴۰۰
ابو لہب کے نبی ﷺ سے دشمنی اور بغض کے مظاہر	۴۰۰
ابو لہب کو کس بنا پر قرآن میں نام لے کر جہنم کی وعید سُنائی گئی	۴۰۱
ابو طالب کی وفات کے بعد بنو عبد المطّلب کی سرداری	۴۰۲
سُوْرَۃُ اللَّھَب کے تاخیر سے نازل ہونے میں حکمت	۴۰۴
بیگم ابو لہب کی کارستانیاں اور ہرزہ سرائی	۴۰۵
ابو لہب کی عبرت ناک موت، خس کم جہاں پاک	۴۰۶

۷۴واں باب

ابولھب کو جھنم کی وعید
سُوۡرَۃُ اللَّھَب

ابولھب، خاندان، کنیت اور شخصیت

عبدالمطّلب کا بیٹا، نبی ﷺ کا سگا چچا، جو ابو طالب کی وفات کے بعد بنو عبدالمطّلب کا سردار بنا۔ اپنے بھتیجے [نبی کریم ﷺ] سے مجنونانہ دشمنی کی وجہ سے مشہور ہوا۔ طبیعت میں کم ظرفی اور کمینگی نے اُسے اسلام اور نبی ﷺ سے دشمنی میں اوچھی حرکتوں پر آمادہ کیا۔ اُس کا اصل نام عبدالعزیٰ تھا اور کنیت ابو عتبہ تھی مگر خوب صورتی اور سرخ چہرے کی چمک کی وجہ سے ابولھب [آگ کا باپ، آگ والا، شعلہ رخ یا شعلہ رو یعنی شعلے جیسے خوب صورت چہرے والا] اس کی کنیت بنی۔ اپنی اسلام دشمنی میں وہ اس حد تک آگے گیا کہ معروف عرب روایات کے مطابق اپنے بھتیجے کی پشت پناہی سے نہ صرف انکاری رہا حتّٰی کہ جب قریش نے بنو عبدالمطّلب کا مقاطعہ کیا تو اُس نے اپنے قبیلے کے بجائے اُلٹا مقاطعہ کرنے والوں کا ساتھ دیا جب کہ بنو عبدالمطّلب کے تمام لوگ، جن کی اکثریت نے جو مسلمان نہیں تھی، عرب روایات کے مطابق اپنے قبیلے کے آدمی [نبی ﷺ] کی حفاظت کرتی رہی اور مقاطعہ کی مصیبت برداشت کی۔ اس موقع پر اُسے ذاتِ باری تعالیٰ کی جانب سے بھی ابولھب کا خطاب ملا مگر اس مرتبہ اس کے معنیٰ 'دوزخ کے شعلوں والا' تھے۔ یہ پہلے بھی ابولھب تھا اور بعد میں بھی ابولھب ہی رہا۔ سُوۡرَۃُ اللَّھَب اس کی بدنصیبی پر مُہر بن کر نازل ہوئی اور تا قیامت اس کی ناکامی و نامُرادی کا بار بار قرآن میں دہرایا جانے والا بیان بن گئی۔ اُس کی دشمنی اور کم ظرفی میں اُس کی بیوی بھی آگے آگے رہی اور نبی ﷺ کو ایذا پہنچانے میں، ابولھب سے بھی دو ہاتھ آگے نکلنے کی سعی میں رہی۔ سُوۡرَۃُ اللَّھَب میں اُس کی بدنصیبی پر بھی مُہر ثبت کی گئی۔

ابولھب اسلام کی مخالفت میں اتنا شدید کیوں؟

ابولھب کی مخالفت تمام تر اپنے ذاتی مفادات کے تحفظ کے لیے تھی۔ وہ بیت اللہ کے بیت المال کا نگران تھا اور اپنے منصب سے فائدہ اُٹھا کر اُس کے قیمتی نذرانے چرانے کے لیے بھی اس کی شہرت تھی۔ آپؐ کی

بعثت سے قبل کعبے میں جو سونے کے ہرن رکھے گئے تھے وہ چرا کر کھا گیا تھا۔ سیّد مودودیؒ نے تفہیم میں سُوۡرَةُ اللَّهَب کے ابتدائیے میں لکھاہے کہ " اپنے زمانے میں اس نے اس طرح اس پر قبضہ کرر کھا تھا کہ اس کا بڑا حصہ یتیموں، مسکینوں اور حاجیوں کے بجائے اس کی اپنے جیب میں جاتا جس کی بدولت وہ اپنے زمانے میں قارون بن گیا۔"

کیا آخرت میں ابو لھب کو رسول اللہ ﷺ سے

رشتہ داری کی بنا پر کوئی رعایت ملے گی؟

ابو لھب نبی ﷺ کا سگا چچا تھا [ایک عام پھیلی ہوئی غلط فہمی سے لوگ ابو جہل کو بھی رسول اللہ ﷺ کا چچا گردانتے ہیں، یہ بالکل غلط ہے۔] لیکن ابو لھب کی بداعمالیوں اور ایمان نہ لانے کے سبب اس کے جہنمی ہونے پر قرآن نے گواہی دی، اس سے اسلام کا یہ ناقابلِ تبدیل اصول ثابت ہوا کہ پیغمبر کا باپ ہو یا بیٹا یا بیوی یا چچا اگر صاحبِ ایمان نہیں اور مشرک ہیں تو اُنھیں اللہ کے عذاب سے کوئی نبی بھی اپنی رشتہ داری کے سبب نہیں بچا سکتا جیسے ابراہیمؑ، نوحؑ، لوطؑ اور نبی ﷺ اپنے عزیزوں کو نہ بچا سکے۔ جب نبی تک نہیں بچا سکتے تو اولیاء اللہ اور پیر، مولوی، شیخ الحدیث اور شیخ القرآن بھی کسی کو نہیں بچا سکتے۔

ابو لھب کی اسلام کے خلاف سر گرمیاں

ایام حج میں جہاں کہیں بھی آپؐ اپنی بات پہنچانے کے لیے بازاروں، اجتماعات اور خیموں میں جاتے، تو ابو لھب آپؐ کی دعوت کا توڑ کرنے اور لوگوں کو آپؐ سے بد ظن کرنے کے لیے ہر جگہ آپؐ کے پیچھے پیچھے لگا رہتا تھا، آپؐ اپنی بات لوگوں سے کہہ چکتے تو یہ بولتا کہ لوگو! یہ جادو گر ہے، غلط کہتا ہے اس کی باتوں میں نہ آنا، میں صحیح بتاتا ہوں، اس کا سگا چچا ہوں! کم ظرف صرف تکذیب ہی پر بس نہیں کرتا تھا، بلکہ راستوں میں پتھر بھی مارتا رہتا تھا جس سے آپؐ کی ایڑیاں خون آلود ہو جاتی تھیں، اُسے یہ ڈر نہ تھا کہ بھتیجا جوابًا ہاتھ اٹھائے گا کہ ایسا کرنا مکہ کے تمدن و روایات کے خلاف تھا کہ بھتیجا چچا پر دست درازی کرے اور نہ ہی اُسے اپنے بھائی ابو طالب کا خوف تھا کہ وہ اس کے خلاف کوئی اقدام کرے گا کیوں کہ اگر غیر قبیلہ یہ حرکت کرتا تو روایات اُس کے خلاف تادیب کرنے اور انتقامی کاروائی کرنے کی اجازت دیتی تھیں مگر قبیلے کے کسی بزرگ کی جانب سے چھوٹوں کی سرزنش پر سردارِ قبیلہ انتقام اور سزا کے لیے اپنے منصب کو ہر گز استعمال نہیں کر سکتا تھا۔

ابولھب چوں کہ خود بنوہاشم کا ایک سر برآوردہ فرد تھا، اسے محمد ﷺ کو ستانے پر قبیلے کے افراد کی طرف سے بھی بدلہ لینے کا کوئی خطرہ نہ تھا جو دوسرے قبیلے کے لوگوں کو نبی ﷺ کو ایذا پہنچانے میں ہو سکتا تھا۔ ابو جہل نے ایک روز نبی ﷺ کو برا بھلا کہا تو حمزہؓ نے قبائلی عصبیت کے تحت اُس کا بھری محفل میں سر پھاڑ دیا تھا۔ اسلام کی دعوتِ عام کے پہلے ہی دن سے جب نبی ﷺ نے اپنے خاندان کے تمام لوگوں کو کھانے پر بلایا تھا، ابولھب نے مخالفت کا آغاز کر دیا تھا، اِسی نے ساری تقریب کو خراب کیا، اول فول بکتا رہا اور قبیلے کا بڑا ہونے کے ناتے کوئی اسے چپ بھی کرانے کی ہمت نہ کر سکا۔ ایسا ہی کام اس نے اُس مجمع میں کیا جو آپؐ نے کوہِ صفا سے اہلِ مکہ کو پکار کر جمع کیا تھا، سارا مجمع آپؐ کی صداقت کی بہ یک زبان گواہی دے رہا تھا، اُس وقت بھی یہ بک بک کر رہا تھا کہ: 'تم برباد ہو کیا اسی لیے ہمیں جمع کیا تھا؟' الغرض پہلے دن ہی سے اس کے دماغ پر محمد ﷺ سے نفرت کا ایک بادل تھا جو چھا گیا تھا، ایسا کیوں ہوا، تاریخ وسِیَر کی کتابوں کے مطالعے سے اس کا کوئی پتا نہیں چلتا، سوائے اس کے ہم کیا کہہ سکتے ہیں کہ بدنصیب و بدبخت تھا، اللہ کے نمایندے کے مقابلے میں ابلیس کا ایک نمایندہ تھا جس کم ظرف و کمینے کو خود کفار و مشرکین کے درمیان کوئی اعتماد حاصل نہ تھا، ایسا کمینہ تھا کہ آپؐ کی بعثت سے قبل کعبے میں جو سونے کے ہرن رکھے گئے تھے وہ چرا کر کھا گیا تھا۔

ابولھب کی اسلام دشمنی کا سبب کیا تھا؟

ایک بات اور بھی ہے جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابولھب کی اسلام سے دشمنی صرف اس بنا پر تھی کہ کعبے کے اموال و تبرکات پر جو اس کی نگرانی تھی، اُسے اندیشہ تھا کہ محمد [ﷺ] کے غالب آجانے سے اُس کے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ اُسے اس بات کا ڈر تھا کہ آج جو حیثیت معاشرے میں حاصل ہے وہ نہ رہے گی۔ ابو لھب نے رسول اللہ ﷺ سے ایک روز پوچھا اگر میں تمھارے دین کو مان لوں تو مجھے کیا فائدہ ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا، جو اور سب ایمان لانے والوں کو ملے گا۔ اس نے کہا میرے لیے کوئی خصوصی چیز/مقام نہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا اور آپ کیا چاہتے ہیں؟ اس پر وہ بولا "تبا لھٰذا الدین تبا ان اکون وھٰؤلاء سوآءً" یعنی: ناس جائے اِس دین کا جس میں یہ دوسرے لوگ [اہلِ ایمان] اور میں برابر ہوں۔

ابولھب کے نبی ﷺ سے دشمنی اور بغض کے مظاہر

بعثت سے پہلے ابولھب نے اپنے دو بیٹوں عُتْبہ اور عُتَیْبہ کی شادی [صرف نکاح، رخصتی نہیں ہوئی تھی] نبی ﷺ کی دو صاحبزادیوں رقیہؓ اور ام کلثومؓ سے کی تھی لیکن بعثت کے بعد اس نے نہایت سختی اور

درشتی سے اپنے بیٹوں سے کہا کہ اگر تم نے محمد [صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ] کی بیٹیوں کو طلاق نہ دی تو مجھے تم سے ملنا حرام ہے، اس طرح دونوں لڑکیوں کو طلاق دلوادی۔ اسی طرح جب نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے دوسرے صاحبزادے عبد اللہ کا انتقال ہوا تو ابولھب کو اس قدر خوشی ہوئی کہ وہ دوڑتا ہوا اپنے رفقا کے پاس پہنچا اور انھیں یہ "خوش خبری" سنائی کہ محمدؐ ابتر (نسل بریدہ) ہوگئے ہیں۔ ابولھب، چچا ہونے کے علاوہ آپؐ کا پڑوسی بھی تھا، اس کے باوجود یہ ساری حرکتیں کرتا تھا۔ کم ظرفی کی انتہا یہ کہ حقِ ہم سائیگی میں نہ صرف خود بلکہ دوسرے پڑوسیوں کے ساتھ مل کر بھی آپؐ کو آپؐ کے گھر کے اندر گندگی پھینک کر ستاتا تھا۔ نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی مخالفت میں آپ اِس کو ہر جگہ سرگرمِ عمل پائیں گے گویا یہ اللہ واسطے کا دشمنِ جانی تھا، کھانے کی تقریب میں، کوہِ صفا کے سامنے آپؐ کی تقریر سننے کے لیے جمع مجمع میں، حج کے دوران نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے تبلیغی دوروں میں، خاندانی جھگڑوں میں جن کا انجام آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بیٹیوں کو طلاق دلوانے پر ہوا، وہ ایک انتہائی کینہ پرور اور مفسد پڑوسی بھی تھا۔ اُس کی اِن ساری حرکتوں میں اُسے اپنی بیوی کی شہ اور معاونت حاصل تھی [۲۴۸]۔

ابولھب کو کس بنا پر قرآن میں نام لے کر جہنم کی وعید سُنائی گئی

اس کی کمینی حرکتوں کی انتہا آپؐ کے اکلوتے بیٹے کے انتقال پر بغلیں بجانے پر ہی نہیں بلکہ اُس موقع پر ہوئی جب مکہ کے تمام قبائل کے سرداروں نے بنوہاشم کا اس وقت تک معاشرتی اور معاشی مقاطعہ کرنے کا فیصلہ کیا جب تک کہ وہ محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو اُن کے حوالے نہ کردیں، تمام بنوہاشم نے جن کی اکثریت مسلمان نہیں تھی، محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو حوالے نہیں کیا اور اس مقاطعہ کا صبر و جماؤ کے ساتھ لگاتار تین سال مقابلہ کیا۔ اللہ کی رضا اور آخرت کی کامیابی کے لیے نہیں بلکہ رائج قبائلی پسندیدہ روایتوں کی پاس داری کر کے بے ننگ و نام ہونے سے بچنے کے لیے، ان روایتوں کے مطابق اپنے خاندان کے کسی فرد کو دوسروں کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں

---

۲۴۸ یہ بات یہاں نوٹ کرنے کی ہے کہ عورتیں بھی، حق و باطل، دونوں کیمپوں میں متحرک تھیں، یہاں اُمّ المؤمنین خدیجہؓ بنت خویلد ہیں زنیرہؓ، سمیہؓ، فاطمہؓ بنتِ خطاب ہیں جو تن من دھن سے مردوں کے شانہ بہ شانہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کام کر رہی ہیں، انھی خواتین میں سے اِس زمین پر پہلا مومن فرد ہے اور ایک دوسری خاتون نے نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ساتھیوں میں سے اوّلین شہید کی سعادت حاصل کی ہے۔ دوسری جانب، مشرکین کے کیمپ میں بھی خواتین دینِ اسلام کو مٹانے کے لیے آگے آگے ہیں، اِن میں سب سے آگے یہ مسز ابولھب ہیں۔

دی جاسکتی تھی۔ عرب تمدن کے اصولوں کے مطابق رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک اور اُن کی دشمنوں کے مقابلے میں مدد کو، بلالحاظ اس کے کہ وہ حق پر ہوں یا ناحق پر، بڑی اہمیت حاصل تھی، اور رشتہ داروں سے قطع تعلق کو بہت زیادہ معیوب سمجھا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کفار نے کبھی بنی ہاشم اور بنی عبد المطّلب کو یہ طعنہ نہیں دیا کہ تم ایک دوسرا دین پیش کرنے والے شخص کی حمایت کر کے زیادتی کر رہے ہو، یا یہ کہ تم اپنے باپ دادا کے دین سے بے وفائی کر رہے ہو، اُن کے باپ دادا کا دین مطالبہ کرتا تھا کہ حق اور ناحق دونوں صورتوں میں غیروں کے مقابلے میں رشتہ داروں کا ساتھ دیا جائے۔

ابو لھب نے سینکڑوں سال کی اس روایت کے برخلاف محمد ﷺ سے اپنے سینے میں بھرے بغض و نفرت کے اظہار کے لیے اپنے خاندان اور قبیلے کا ساتھ دینے کے بجائے غیروں کا ساتھ دینا پسند کیا جس کو خود مشرکینِ مکہ نے حمایت کی بنا پر باوجود یک گونہ خوشی کے بے غیرتی کو پسند نہیں کیا ہو گا کیوں کہ یہ وہاں کے رواج کے مطابق مردانگی اور غیرت کے خلاف کام تھا، مکہ میں گو کہ مشرک بہت تھے مگر ابو لھب جیسا کم ظرف کوئی دوسرا نہیں بستا تھا۔ نفرت و بغض کی اس حد پر پہنچنے پر، اللہ تعالیٰ کی جانب سے کتاب پاک کی سورۃ اللھب میں، اُس کو اور اُس کی بیوی کو جہنم کی وعید سُنائی گئی تا کہ قیامت تک لوگ اس کی بُرائی کو یاد رکھیں اور دہراتے رہیں۔ اس ذلت اور رسوائی سے کوئی دوسرا دشمنِ دین دوچار نہیں ہوا۔ ابو لھب خباثت، کم ظرفی، حسد و بغض کی اُن انتہاؤں پر پہنچ گیا جہاں پہنچنے سے اس کائنات کے بدترین انسان شرماتے، کانپتے اور اس سے بدرجہا کم بُرے نظر آتے ہیں۔

ابو طالب کی وفات کے بعد بنو عبد المطّلب کی سرداری

سن دس بعثتِ نبوی میں ابو طالب کی وفات کے بعد قبیلہ بنو ہاشم کی سرداری ابو لھب کے حصے میں آئی تو رسول اللہ ﷺ کو وہ قبائلی روایت کے مطابق پشت پناہی حاصل نہ رہی جو اب تک حاصل تھی لہٰذا اس کے آپؐ کی تحریک (movement) پر بڑے دور رس اثرات پڑے جن کا ذکر ہم آنے والے ابواب میں کر رہے ہیں۔

آیئے اب قرآن کے اُس جز کا مطالعہ کریں جس میں اس کو دوزخی کہہ کر پکارا گیا اور آخرت میں اُس کو اور اُس کی بیوی کو رسوائی کی وعید سُنائی گئی۔

۸۱: سُوْرَۃُ اللَّھَب [۱۱۱- ۳۰ :عمّ]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّ تَبَّ ؕ﴿۱﴾ مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُ مَالُہٗ وَ مَا کَسَبَ ؕ﴿۲﴾ سَیَصۡلٰی نَارًا ذَاتَ لَہَبٍ ۚ﴿۳﴾ وَّ امۡرَاَتُہٗ ؕ حَمَّالَۃَ الۡحَطَبِ ۚ﴿۴﴾ فِیۡ جِیۡدِہَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ٪﴿۵﴾

اللہ کے نام سے جو رحمان ورحیم ہے۔ٹوٹ گئے ابولھب کے ہاتھ اور نامراد ہو گیا وہ۔نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی۔ضرور وہ شُعلہ زن بھڑکتی آگ میں ڈالا جائے گا اور اُس کے ساتھ اُس کی بیوی بھی،ایندھن ڈھوتی ہوئی۔اُس کی گردن میں بٹی ہوئی رسّی ہو گی۔

عربی اسلوب کے مطابق جس بات کی پیشین گوئی کی جارہی ہو،وہ اگر انتہائی یقینی ہو،اور گویا ہونی ہے سو ہونی ہے تو اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ سمجھو ماضی میں ہو چکی ہے۔ابھی جب یہ سورۃ نازل ہو رہی ہے ،ابولھب زندہ ہے اپنے پورے جاہ و جلال کے ساتھ،اپنے مال اور معاشرے میں اپنے [جھوٹے] وقار کے ساتھ۔ابولھب کو ماضی کے صیغے میں وعید سُنائی جارہی ہے،اُس کو اور تمام اہلِ مکہ کو، تمام مخاطبین کو اور مستقبل میں آنے والے تمام انسانوں کو جو قرآن کی تلاوت کریں گے۔مالک الملک کی جانب سے جو کچھ کہا گیا ہے اُس کا مفہوم و مدعا یوں ہے:

ابولھب کو اپنے مشن[۲۴۹] کو پورا کرنے کے لیے اور اپنے اہداف حاصل کرنے کے لیے، ہم نے بے دست و پا کر دیا، ہر اعتبار سے ناکام و نامُراد کر دیا۔جس مال پر اُس کو غرور تھا، جس کو جمع کرنے کے لیے وہ جائز اور ناجائز طریقے استعمال کرتا رہا، جو اُس کی زندگی کا مطمح نظر تھا سب اکارت گیا، بے کار ثابت ہوا، اور اُسے اُس ذلت رسوائی اور لاچارگی سے بچانے والا کوئی نہیں جو اُس پر ہم مسلط کر رہے ہیں، اِس رسوائی اور لاچارگی سے وہ عزت و مرتبہ اور بھرم جو اُس نے مکہ کی اعلیٰ سوسائیٹی میں بصد کوششوں اور جد و جہد سے بنایا اور کمایا تھا، ہم اُسے غارت کر رہے ہیں۔وہ ہماری دہکائی ہوئی، بھڑکتی جہنم میں جھونکا جائے گا، اُس کے ہم راہ اُس کی بیوی بھی جن کے لچھن بھی دوزخیوں جیسے، آج جس حسن و انداز سے، قیمتی ہار اپنے گلے کی زینت بنا کر، فخر و غرور سے اپنے شوہر کے مشن کو پورا کرنے کے لیے ستم ڈھاتی رہی، ساری زندگی اپنے لیے دوزخ کا ایندھن چنتی اور جمع کرتی رہی، اب اس جمع کردہ ایندھن [لکڑیوں کا گٹھا، گناہوں کا انبار و پہاڑ] کو باندھنے والی موٹی مونجھ

---

۲۴۹ جانوروں کی مانند بے مقصد زندگی گزارنے والے، دینار و درہم کے بندے، ابولھب کا مشن تھا ہی کیا؟ سوائے متاعِ دنیا کو جمع کرنے اور نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ناکام بنانے کے۔

کی رسی اُس کے گلے کا ہار ہے، کیا ہی عمدہ تمثیل ہے، کیا ہی عمدہ سامانِ آرائش حُسن !!

اس سورۃ کو سُن کر مخاطبین [منکرین] میں سے کسی کو حیرت نہ ہوئی، کسی نے یہ نہ کہا کہ توبہ توبہ بھتیجا اپنے بزرگ چچا کو ایسے کہہ رہا ہے۔ سب جان گئے اور سمجھ گئے تھے کہ جو کچھ اِس نے محمد [ﷺ] کے ساتھ سلوک روا رکھا ہے اُس پسِ منظر میں یہ بالکل مناسب بات ہے۔ یہ سورۃ اگر کوہِ صفا پر آپ کی پہلی تقریر کے بعد یا درمیانی عرصے میں اس کی مختلف النوع ظلم اور زیادتیوں کے جواب میں نازل ہوتی تو اِس کے بر محل اور جائز ہونے کے بارے میں لوگ شکوک و شبہات کا شکار ہوتے اور عرب کلچر کے مطابق اِسے زیادتی جانا جاتا، مگر صبر کے ساتھ اس وقت کے گزر جانے اور آخر کار مقاطعہ میں ابولھب کے قبیلے کا ساتھ نہ دینے کے بعد اس کے نزول پر ایسا کوئی ردِ عمل نہیں ہوا اور لوگ منتظر رہے کہ یہ وعید کب اور کیسے پوری ہوتی ہے۔ اس کے ایک بیٹے کو جسے تھوکنے پر آپ نے بددعا دی تھی کہ اللہ کسی کتے کو اس پر مسلط کر دے وہ تو پوری ہو چکی تھی اور جنگلی شیر نے اُسے چیر پھاڑ دیا تھا۔ ابولھب کو یقین تھا کہ محمد [ﷺ] کی بددعا پوری ہوتی ہے۔

سُوْرَۃُ اللَّھَب کے تاخیر سے نازل ہونے میں حکمت

ابولھب کو جب نبوت کے ابتدائی دنوں [پہلے تین برسوں] میں آپ کی سرگرمیوں کا پتہ چلا ہو گا تو نہ جانے اُس کے سینے پر کیا سانپ نہ لوٹے ہوں گے، مگر ہمارے سامنے کوئی رپورٹ نہیں ہے۔ تاہم نبی ﷺ کی جانب سے چوتھے سال کے آغاز میں اہلِ قبیلہ کی دعوتِ طعام اور پھر کوہِ صفا پر سارے قریش سے خطاب میں، اپنے بیٹوں سے نبی ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دلاتے وقت، ایامِ حج میں حاجیوں کے مختلف خیموں میں جاتے ہوئے پتھر مارتے ہوئے، نہ جانے کتنے ایسے مواقع تھے کہ جب یہ سورۃ، سُوْرَۃُ اللَّھَب نازل ہو سکتی تھی مگر اس کے نزول سے مشرکین کی اور خصوصاً ابولھب کی جارحیت میں اضافہ ہو سکتا تھا، جو مطلوبِ اصلی نہ تھا اگرچہ کوئی ڈر بھی نہ تھا۔ حبشہ میں قریش کے وفد کی ناکامی اور عمرؓ بن الخطاب کے ایمان لانے نے بساط الٹ دی تھی، منکرین ساری چوکڑی بھول گئے تھے اور کسی طرح امن عافیت سے اس طرح کہ لاٹھی بھی نہ ٹوٹے، کسی حل کی تلاش میں تھے۔ اس تناظر میں خاص طور پر جب مقاطعہ بھی ناکام جا رہا تھا، یہ بنو ہاشم نہ تھے جو ہمت ہار رہے تھے یہ منکرینِ قریش تھے جو ہمت ہار رہے تھے، سُوْرَۃُ اللَّھَب کا نویں سال میں نازل ہونا بڑا مناسب تھا، ابولھب اور اُس کی بیوی اب سوائے منہ سے جھاگ نکالنے کے کچھ نہ کر سکتے تھے۔

بیگم ابولہب کی کارستانیاں اور ہرزہ سرائی

جب ابولہب کی بیوی کو معلوم ہوا کہ اس کی اور اُس کے شوہرِ نام دار کے انجامِ بد کی پیشین گوئی کرتی آیات قرآن میں نازل ہوئی ہیں تو وہ نبی ﷺ کو تلاش کرتی ہوئی حرم میں آئی۔ آپؐ کعبہ کے پاس تشریف فرما تھے اور ابو بکر صدیقؓ بھی ساتھ ہی تھے، قریب آ کر بولی، ابو بکر! تمھارے ساتھی نے ہماری ہجو کی ہے۔ ابو بکرؓ نے کہا: نہیں، اس رب کعبہ کی قسم! نہ وہ شعر کہتے ہیں نہ ہی اپنی گفتگو میں شعر زبان پر لاتے ہیں، بولی کہ تم سچ کہتے ہو۔ اس مغرور اور مشتعل عورت کے ہاتھ میں نبی ﷺ پر پھینکنے کے لیے کنکریاں تھیں مگر جب وہ سامنے کھڑی ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھ سکی کہ آنکھوں کے خالق نے اس کی نظروں سے آپؐ کو دیکھنے کی صلاحیت چھین لی تھی، وہ صرف ابو بکرؓ کو دیکھ پا رہی تھی۔ اس نے سوال کیا: ابو بکرؓ تمھارا رفیق کہاں ہے؟ مجھے اطلاع ہوئی ہے کہ اُس نے میری ہجو کی ہے۔ واللہ! اگر وہ مجھے ملا تو اس کے منہ پر یہ پتھر دے ماروں گی۔ دیکھو! اللہ کی قسم! میں بھی شاعرہ ہوں، پھر اس نے یہ شعر سنایا:

"مذمماً عصينا وأمره أبينا ودينه قلينا" "ہم نے مذمم کی نافرمانی کی۔ اس کے امر کو تسلیم نہ کیا اور اس کے دین کو نفرت و حقارت سے چھوڑ دیا۔" [مشرکین اپنے خبث باطن کی بنا پر بعض اوقات نبی ﷺ کو محمد [ﷺ] کے بجائے مُذمم کہتے تھے جس کے معنی ایسا شخص ہے جس کی مذمت اور برائی کی جائے (نعوذ باللہ)۔ وہ چوں کہ مذمم کی برائی کرتے تھے اس لیے ان کی برائی نبی ﷺ پر منطبق نہ ہوتی تھی، آپؐ تو محمد تھے یعنی جس کی تعریف کی جائے۔]

اس گفتگو کے بعد ابولہب کی بیوی وہاں سے واپس چلی گئی۔ ابو بکرؓ نے کہا: یا رسول اللہ! کیا اس نے آپؐ کو دیکھا نہیں تھا؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں؟ وہ مجھے نہ دیکھ سکی کیوں کہ اللہ نے اس کی نگاہ کو مجھے دیکھنے کی صلاحیت سے محروم کر دیا تھا۔

اس سورۃ کے نزول کے تقریباً چار سال بعد غزوہ بدر کا معرکہ ہوا۔ جس میں قریش کو عبرت ناک شکست ہوئی اور صفِ اوّل کے تمام قائدین میدان بدر میں ذبح ہو گئے اور نبی ﷺ کی وہ بات پوری ہو گئی جو ایک مرتبہ [جب آپ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور ان لوگوں نے آوازے کسے تھے تو] آپؐ نے اِن سے کہی تھا کہ میں تمھارے لیے ذبیح بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ ابولہب کو بدر میں اپنی یقینی موت کا خطرہ تھا لہٰذا بزدل نے خود جنگ پر جانے سے معذرت کر لی اور اپنی جگہ اپنے ایک قرض دار کو جس کی تنگ دستی کے سبب سے قرض واپس ملنے

کی امید نہ تھی کرائے کے سپاہی کے طور اپنے بدلے میں بھیج دیا۔ جب ابو لھب کو مکہ میں اِس شکستِ فاش کی خبر ملی تو اُس کو اتنا شدید رنج ہوا کہ زندگی کی امنگ ختم ہو گئی اور وہ پھر زیادہ عرصہ زندہ نہ رہ سکا۔

ابو لھب کی عبرت ناک موت، خس کم جہاں پاک

ابو جہل کی موت سے بھی ایک بدتر موت، ابو لھب کی منتظر تھی، ایک نہایت ہی عبرت ناک موت! اسے عَدَسَہ (Malignant Pustule) کی بیماری ہو گئی، ایک دانہ جسم پر نکلا جو پھیل گیا۔ چیچک کی مانند یہ بیماری عربوں کے لیے بڑی خوف ناک تھی جس کی وجہ سے اس کے گھر والوں نے اُسے تنہا چھوڑ دیا، کوئی اس کی دوا دارو اور مزاج پُرسی کا بھی روادار نہ تھا، سب کو چھوت لگنے کا ڈر تھا اور یقیناً سب کو قرآن کی پیشین گوئی بھی یاد ہو گی، بیٹے بیٹیاں کوئی قریب نہ آئے، سب خوش قسمت تھے اِن کی قسمت میں تو ایمان لکھا تھا جو فتح مکہ کے بعد نصیب ہو گیا۔ ابو لھب، شعلوں جیسے چہرے والا، دنیا ہی میں جسے دوزخ کے شعلوں نے گھیر لیا رسوائی کی عبرت ناک موت مر گیا، مرنے کے بعد بھی تین روز تک کوئی بیماری لگ جانے کے ڈر کے مارے اُس کی لاش کے پاس نہ پھٹکا۔ جب پورے محلے میں لاش کے سڑنے کی سڑاند پھیلی اور لوگوں نے اُس کے بیٹوں کو طعنے دینے شروع کیے تو انہوں نے کچھ حبشیوں کو اجرت دے کر اس کی لاش اٹھوائی اور انھی مزدوروں نے اس کو گڑھے میں ڈال کر اوپر سے پتھر لڑھکائے، اور ایک دوسری روایت کے مطابق انہوں نے ایک گڑھا کھدوایا اور لکڑیوں سے اس کی لاش کو دھکیل کر اس میں لڑھکا دیا اور اوپر سے پتھر مٹی ڈال کر اسے ڈھانک دیا۔

☆☆☆☆☆

دسواں سالِ نبوت

[آغاز محرم سے اختتام ذوالحجہ]

ایک سال: مقاطعہ کے خاتمہ کا، غموں پر صبر کا اور طائف کی بدنصیبی کا

- دسواں سالِ نبوت: ۲۸ اگست ۶۱۸ء سے ۱۶ اگست ۶۱۹ء تک

۷۵واں باب: مقاطعہ کا خاتمہ	۴۰۹	
۷۶واں باب: ابوطالب کے آخری ایام	۴۱۷	سُوۡرَۃُ صٓ
۷۷واں باب: سالِ غم اور سفرِ طائف	۴۳۳	
۷۸واں باب: مکہ کی جانب واپسی	۴۴۷	
۷۹واں باب: جنوں کا ایمان لانا	۴۵۳	سُوۡرَۃُ الۡاَحۡقَاف
۸۰واں باب: پھر دوبارہ مکہ میں	۴۶۷	

سنون سات تا گیارہ نبوی کے پانچ سالہ دور میں یہ دسواں سال سب سے زیادہ ہنگامہ خیز ہے۔ بشارتیں بھی ہیں اور نبی اکرم ﷺ کی روح اور جسم مبارک کو ہلا دینے والی آزمائشیں بھی۔ مقاطعہ کے اختتام میں اللہ کی قدرت کی واضح نشانی ہے اور نبوت کی تصدیق کی گواہی بھی ہے رسول کریم ﷺ اطلاع دیتے ہیں کہ مقاطعہ کی دستاویز کو دیمک کھا جاتی ہے۔ قریش ابوجہل کی ستم گری اور لیڈری سے تنگ آجاتے ہیں، پانچ بڑے سردار کعبے میں آویزاں اس مقاطعے سے اظہارِ برات کر کے کرم خوردہ دستاویز کو پھاڑ ڈالتے ہیں۔ اختتامِ مقاطعے کے بعد ۹ ماہ کی مدت میں آپ کی دو جاں نثار ہستیاں موت سے ہم آغوش ہو کے اپنے رب کے پاس چلی جاتی ہیں، ابو طالب، سردار بنو ہاشم اور اُمُّ المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا۔ اس سال شوال میں آپ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہم راہ طائف تشریف لے جاتے ہیں وہاں زندگی کی شدید ترین آزمائش سے گزر کے واپسی میں وادی نخلہ میں قیام کرتے ہیں کہ مکہ میں داخل ہونے کی کوئی صورت بنے، کوئی پناہ دینا قبول کرلے کہ سردارِ قبیلہ ابولھب نے آپ کی مدافعت سے انکار کر دیا ہے، اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ خبر دیتے ہیں کہ جنوں نے آپ سے نماز میں قرأت کے دوران قران سنا اور ایمان لے آئے۔ اس بشارت کے ساتھ ہی مطعم بن عدی آپ کو جوار [پناہ] دینے کا اعلان کرتا ہے اور آپ مکہ واپس آجاتے ہیں۔

سن ۶۱۸ء کا جولین کیلنڈر [مقاطعہ کے خاتمہ کا، غموں پر صبر کا اور طائف کی بد نصیبی کا سال]

	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	
جنوری				1 ۲۷	2 ۲۸	3 ۲۹	4 ۳۰	5 جمادیٰ	6 ۲	7 ۳	8 ۴	9 ۵	10 ۶	11 ۷	12 ۸	13 ۹	14 ۱۰	15 ۱۱	16 ۱۲	17 ۱۳	18 ۱۴	19 ۱۵	20 ۱۶	21 ۱۷	22 ۱۸	23 ۱۹	24 ۲۰	25 ۲۱	26 ۲۲	27 ۲۳	28 ۲۴	29 ۲۵	30 ۲۶	31 ۲۷				جمادی۱
فروری							1 ۲۸	2 ۲۹	3 جمادیٰ	4 ۲	5 ۳	6 ۴	7 ۵	8 ۶	9 ۷	10 ۸	11 ۹	12 ۱۰	13 ۱۱	14 ۱۲	15 ۱۳	16 ۱۴	17 ۱۵	18 ۱۶	19 ۱۷	20 ۱۸	21 ۱۹	22 ۲۰	23 ۲۱	24 ۲۲	25 ۲۳	26 ۲۴	27 ۲۵	28 ۲۶				جمادی۲
مارچ							1 ۲۷	2 ۲۸	3 ۲۹	4 رجب	5 ۲	6 ۳	7 ۴	8 ۵	9 ۶	10 ۷	11 ۸	12 ۹	13 ۱۰	14 ۱۱	15 ۱۲	16 ۱۳	17 ۱۴	18 ۱۵	19 ۱۶	20 ۱۷	21 ۱۸	22 ۱۹	23 ۲۰	24 ۲۱	25 ۲۲	26 ۲۳	27 ۲۴	28 ۲۵	29 ۲۶	30 ۲۷	31 ۲۸	رجب
اپریل			1 ۲۹	2 ۳۰	3 شعبان	4 ۲	5 ۳	6 ۴	7 ۵	8 ۶	9 ۷	10 ۸	11 ۹	12 ۱۰	13 ۱۱	14 ۱۲	15 ۱۳	16 ۱۴	17 ۱۵	18 ۱۶	19 ۱۷	20 ۱۸	21 ۱۹	22 ۲۰	23 ۲۱	24 ۲۲	25 ۲۳	26 ۲۴	27 ۲۵	28 ۲۶	29 ۲۷	30 ۲۸						شعبان
مئی					1 ۲۹	2 رمضان	3 ۲	4 ۳	5 ۴	6 ۵	7 ۶	8 ۷	9 ۸	10 ۹	11 ۱۰	12 ۱۱	13 ۱۲	14 ۱۳	15 ۱۴	16 ۱۵	17 ۱۶	18 ۱۷	19 ۱۸	20 ۱۹	21 ۲۰	22 ۲۱	23 ۲۲	24 ۲۳	25 ۲۴	26 ۲۵	27 ۲۶	28 ۲۷	29 ۲۸	30 ۲۹	31 شوال			رمضان
جون	1 ۲	2 ۳	3 ۴	4 ۵	5 ۶	6 ۷	7 ۸	8 ۹	9 ۱۰	10 ۱۱	11 ۱۲	12 ۱۳	13 ۱۴	14 ۱۵	15 ۱۶	16 ۱۷	17 ۱۸	18 ۱۹	19 ۲۰	20 ۲۱	21 ۲۲	22 ۲۳	23 ۲۴	24 ۲۵	25 ۲۶	26 ۲۷	27 ۲۸	28 ۲۹	29 ۳۰	30 ذوالقعدہ								شوال
جولائی			1 ۲	2 ۳	3 ۴	4 ۵	5 ۶	6 ۷	7 ۸	8 ۹	9 ۱۰	10 ۱۱	11 ۱۲	12 ۱۳	13 ۱۴	14 ۱۵	15 ۱۶	16 ۱۷	17 ۱۸	18 ۱۹	19 ۲۰	20 ۲۱	21 ۲۲	22 ۲۳	23 ۲۴	24 ۲۵	25 ۲۶	26 ۲۷	27 ۲۸	28 ۲۹	29 ذی الحج	30 ۲	31 ۳					ذوالقعدہ
اگست						1 ۴	2 ۵	3 ۶	4 ۷	5 ۸	6 ۹	7 ۱۰	8 ۱۱	9 ۱۲	10 ۱۳	11 ۱۴	12 ۱۵	13 ۱۶	14 ۱۷	15 ۱۸	16 ۱۹	17 ۲۰	18 ۲۱	19 ۲۲	20 ۲۳	21 ۲۴	22 ۲۵	23 ۲۶	24 ۲۷	25 ۲۸	26 ۲۹	27 ۳۰	28 محرم	29 ۲	30 ۳	31 ۴		ذی الحج
ستمبر		1 ۵	2 ۶	3 ۷	4 ۸	5 ۹	6 ۱۰	7 ۱۱	8 ۱۲	9 ۱۳	10 ۱۴	11 ۱۵	12 ۱۶	13 ۱۷	14 ۱۸	15 ۱۹	16 ۲۰	17 ۲۱	18 ۲۲	19 ۲۳	20 ۲۴	21 ۲۵	22 ۲۶	23 ۲۷	24 ۲۸	25 ۲۹	26 صفر	27 ۲	28 ۳	29 ۴	30 ۵							محرم
اکتوبر				1 ۶	2 ۷	3 ۸	4 ۹	5 ۱۰	6 ۱۱	7 ۱۲	8 ۱۳	9 ۱۴	10 ۱۵	11 ۱۶	12 ۱۷	13 ۱۸	14 ۱۹	15 ۲۰	16 ۲۱	17 ۲۲	18 ۲۳	19 ۲۴	20 ۲۵	21 ۲۶	22 ۲۷	23 ۲۸	24 ۲۹	25 ۳۰	26 ربیع۱	27 ۲	28 ۳	29 ۴	30 ۵	31 ۶				صفر
نومبر							1 ۷	2 ۸	3 ۹	4 ۱۰	5 ۱۱	6 ۱۲	7 ۱۳	8 ۱۴	9 ۱۵	10 ۱۶	11 ۱۷	12 ۱۸	13 ۱۹	14 ۲۰	15 ۲۱	16 ۲۲	17 ۲۳	18 ۲۴	19 ۲۵	20 ۲۶	21 ۲۷	22 ۲۸	23 ۲۹	24 ۳۰	25 ربیع۲	26 ۲	27 ۳	28 ۴	29 ۵	30 ۶		ربیع۱
دسمبر		1 ۵	2 ۶	3 ۷	4 ۸	5 ۹	6 ۱۰	7 ۱۱	8 ۱۲	9 ۱۳	10 ۱۴	11 ۱۵	12 ۱۶	13 ۱۷	14 ۱۸	15 ۱۹	16 ۲۰	17 ۲۱	18 ۲۲	19 ۲۳	20 ۲۴	21 ۲۵	22 ۲۶	23 ۲۷	24 ۲۸	25 جمادیٰ	26 ۲	27 ۳	28 ۴	29 ۵	30 ۶	31 ۷						ربیع۲

اوپر آپ سن ۶۱۸ء کا جولین کیلنڈر دیکھ رہے ہیں۔ گزشتہ اوراق میں آپ صفحات ۲۷۶، ۳۳۴ اور ۳۸۲ پر ۶۱۵ء، ۶۱۶ء اور ۶۱۷ء کے کیلنڈر دیکھ کر سمجھ چکے ہیں، اِس کو بھی اُسی طور دیکھ لیجیے۔ یہ عیسوی سال ۷ جمادی الاوّل کو ختم (۳۱ دسمبر) ہو رہا ہے، دسویں سالِ نبوت کے رجب میں آپ کے شفیق چچا اور سردارِ قبیلہ، ابو طالب نے وفات پائی، تین ماہ بعد آپ کی بیوی، اُمّ المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کے حکم پر موت کو لبّیک کہا، اگلے ماہ کے آغاز میں ایک ۵۰ برس کی عمر رسیدہ مہاجر و مجاہد بیوہ خاتون سودہ رضی اللہ عنہا سے دوسری شادی کر کے، بچے اور گھر اُن کے سپرد کر کے طائف کے عظیم دعوتی مشن پر مہینے بھر کے لیے نکل گئے۔ یہ تمام قمری تاریخیں ۶۱۹ء کے اگلے شمسی کلینڈر میں صفحہ ۲۳۴ پر ملاحظہ فرمائیے۔